میرؔ کی انفرادیت

Teaching Lecture

Subject : Urdu

Class : B.A. (Hons.) I

Topic : Meer Ki Inferadiyat

Author : Dr. Fatahullah Quadri

Lecture Series No. : 35

دورِ میرؔ تا عصرِ حاضر اثر پذیری کا یہ عمل اپنی ملکی یا گہری انجذابی کیفیت کے اعتبار سے بیشتر شعری تخلیقات میں مختلف رنگوں اور شکلوں میں جھلکتا ہے، جنہیں تین درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک تو میر کے لب و لہجے اور رنگ و آہنگ کا شعوری طور پر اتباع اس تعلق سے یہ امر قابل توجہ ہے کہ میرؔ کی تخلیقی عظمتوں کا اعتراف ان کے دور ہی میں بالخصوص ان کے ہم قامت اور ہم رتبہ شعرا فراخ دلی سے کرچکے ہیں، جس کی مثالیں دنیائے جاہ طلبی میں کم کم ملتی ہے، میرؔ کا ہم عصر سوداؔ جیسے ئ طنطنے کا شاعر بھی میرؔ کی استادی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

سوداؔ تو اس میں غزل در غزل بھی کہہ
ہونا ہے تجھ کو میرؔ سے استاد کی طرح

ناسخ سوداؔ کی آواز ملا کر میرؔ کی استادی کے تئیں یوں اظہارِ عقیدت کرتے ہیں:

شبہ ناسخ ہے کسے میرؔ کی استادی کا
آپ بے بہرہ ہے تو معتقدِ میرؔ نہیں

استادِ شاہ ذوقؔ اس تاریخی سچائی کی شہادت دیتے ہیں کہ:

نہ ہوا پر نہ ہوا میرؔ کا انداز نصیب
ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

انتہا یہ کہ اپنی انانیت کے نشے میں ہمہ وقت سرشار غالبؔ ناسخ کے قول کی تائید کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں:

غالبؔ اپنا بھی عقیدہ ہے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں

نیز میرؔ کی شاعری پر تبصرہ فرماتے ہیں:

ریختہ کے تمہیں استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

جب کہ امیرؔ مینائی کی رائے ہے:

سوداؔ و میرؔ دونوں تھے کامل مگر امیرؔ
ہے فرق واہ واہ میں اور آہ آہ میں

شہنشاہ طنز و ظرافت اکبر الٰہ آبادی میرؔ کے مقابلے میں اپنی کم عیاری کا اظہار کرتے ہوئے گویا ہیں:

میں ہوں کیا چیز جو اس طرز پر جاؤں اکبرؔ
ناسخؔ و ذوقؔ بھی جب چل نہ سکے میرؔ کے ساتھ

حسرتؔ موہانی میرؔ کے شیوۂ گفتار سے محرومی کا اعتراف کرتے ہیں:

شعر میرے بھی ہیں پُر درد ولیکن حسرتؔ
میرؔ کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

کلاسیکی دور سے چل کر ترقی پسندی کے عہد میں داخل ہوتے ہیں تو سردار جعفری کا مشورہ زنجیر در سماعت کھٹکھٹاتا ہے:

سنوارئے غزل اپنی بیان غالبؔ سے
زبان میرؔ میں بھی ہاں کبھو کبھو کہئے

لیکن حفیظؔ میرٹھی کے بقول محض زبان کی نقالی سے بات نہیں بنتی:

صرف زباں کی نقالی سے بات نہ بن پائے گی حفیظؔ
دل پر کاری چوٹ لگے تو میرؔ کا لہجہ آئے ہے

انہی کے ہم نام حفیظ جونپوری کا دعویٰ ہے کہ:

میرؔ کے انداز پر کس نے غزل لکھی حفیظؔ
مجھ کو زیبا ہے اگر اس بات کا دعویٰ کروں

اور شعوری طور پر رنگ میرؔ میں غزل کہنے کی امکانی کوشش کرتے ہیں:

حفیظؔ اس طرز نو کی شاعری اچھی تو ہے لیکن
غزل میں میرؔ ہی کا رنگ تا امکان پیدا کر

میرؔ کی تاثر انگیزی کی ہمہ گیریت کا یہ عالم ہے کہ عصر حاضر میں جب کہ اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایت کی تنزل پذیری کے باعث

مشاعرہ اپنے ارفع تر مقام و معیار سے گر کر بازاری پن کی شناخت اختیار کر چکا ہے، ایسے میں معاشرے کے دو بلند قامت اور نامور شاعر مشاعرے کی شہرتوں کے ساتھ باب شہر سخن پر بھی مسلسل دستکیں دے رہے ہیں، میری مراد منور رانا اور راحت اندوری سے ہے، جن کے کئی اشعار میں عظمت میرؔ کے اعتراف کی گونج سنائی دیتی ہے، پہلے منور رانا کو ملاحظہ کیجئے:

عہد نو تیرے میرؔ ہیں ہم لوگ آپ اپنی نظیر ہیں ہم لوگ

مرا مقام مرے شہر نے نہیں سمجھا اگر میں دلی میں ہوتا تو میرؔ ہوجاتا

راحت اندوری کا اپنا ایک انداز ہے، میر کے تئیں ان کا انداز خراج عقیدت بھی ملاحظہ کیجئے:

بجھ گئے چاند سب حویلی کے جل رہا ہے چراغ مفلس کا

میرؔ جیسا تھا دو صدی پہلے حال اب بھی وہی ہے مجلس کا

اس نوع کے چند مزید شعرا کے اشعار ملاحظہ فرمالیجئے:

دلی اجڑی دل کی بے گھر بار ہوئے میرؔ تمہاری طرح ہم بھی خوار ہوئے

(ظفر گورکھپوری)

صبح گزری شام ہونے آئی ہے میر تیز کر رفتار دلی دور ہے

(خالد محمود)

سب کو اسی کے لہجے کی توقیر چاہیے محسنؔ کسی کو میرؔ سا آزار بھی تو ہو

(محسن جلگانوی)

ہم نے رحمتؔ غزل کے لہجے میں میرؔ صاحب سے گفتگو کی ہے

(رحمتؔ امروہوی)

ہر ایک شعر میں بھرتا ہے درد کی تاثیر نذیر میرؔ کے لہجے میں بات کرتا ہوں

(نذیرؔ فتح پوری)

ذوقؔ و غالبؔ، مومنؔ ناسخ ہیں قائل میرؔ کے میرؔ کے بارے میں سب کی ایک جیسی رائے ہے

(ربابؔ رشیدی)

❁❁❁❁❁❁